سیفِ چشتیائی

تصنیفِ لطیف

زبدۃ المحققین رئیس العارفین حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی

حدیث مذکور کی صحت کے لیے دیکھو مقدمہ فتح البیان۔ امروہی صاحب کی عبارت منقولہ ذیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ احادیث نزول و رجوع اور اقوالِ مفسرین میں (جن سے حیات و رجوع عیسیٰ بن مریم پر استدلال کیا گیا ہے) قائل کی مراد وہی معنے ہے جس کو ہم چھوڑ کر تاویلی معنے لیتے ہیں اور اس تاویل کرنے میں ہم مجبور ہیں۔ کیونکہ یہ اقوال دلائل قطعیہ کے معارض ہیں۔ دیکھو صفحہ ۸، سطر ۳، شمسِ بازغہ پر لکھتے ہیں: "اگر کہا جاوے کہ تمہاری تاویل ان اقوال میں توجیہ القول بمالا یرضٰی بہ قائلہ کی مصداق ہے پس ایسی تاویل کیوں کر قبول کی جا سکتی ہے۔ تو گذارش یہ ہے کہ اگر آپ ان اقوالِ مردودہ کی یہ تاویل تسلیم نہیں کرتے تو چونکہ یہ اقوال دلائلِ قطعیہ مذکورہ کے معارض ہیں لہٰذا محض باطل ہیں پس ہم اُن کے نہ تسلیم کرنے میں مجبور ہیں انتہیٰ۔"

پھر صفحہ ۰، سطر ۹ کتاب مذکور پر لکھتے ہیں: "پس اگر آپ کو ان عیسیٰ لم یمت الخ کی تاویلِ ذیل منظور اور پسند ہے کہ حضرت عیسیٰ سُولی سے نہیں مرے جو ملعون ٹھہرتے بلکہ مرفوع الدرجات ہوئے اور بروزی طور پر قبل قیامت کے مبعوث ہونے والے ہیں۔ آخر تک تو فبہا ہم کو یہ تاویل کب مضر ہے ہم بھی اس تاویل کو تسلیم کرتے ہیں ورنہ خلافِ قواعدِ مسلمہ نحویہ کے آیت کے معنے مزعوم آپ کیوں کر کر سکتے ہیں۔ انتہیٰ۔"

اور قادیانی صاحب کی تالیف میں مکرر لکھا ہوا ہے کہ کشفِ نبوی علیٰ صاحبہ السلام نے دجال وغیرہ مکشوفات کو علیٰ وجہ الکمال کما ہو فی الواقع احاطہ نہیں کیا جس سے پایا جاتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پیشین گوئیوں میں واقعی امر کو نہیں سمجھ سکے دیکھو صفحہ ۴۲ سطر ۱۰۔ ایامِ صلح "و ہمچنیں لازم نیست کل استعارات انباء را علم نبی از قبل احاطہ کند الخ"

پس امروہی صاحب نے تو تاویل القول بمالا یرضٰی بہ قائلہ کے علاوہ قائل کو آیاتِ قرآنیہ سے جاہل قرار دیا۔ العیاذ باللہ۔ اور قادیانی صاحب نے بھی نہ صرف بڑی مہتم بالشان کشفِ نبوی پر دھبہ لگایا بلکہ واقعی تقدیر پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کُل اُمّتِ مرحومہ کو قرآنِ کریم سے بے بہرہ خیال کیا۔ نعوذ باللہ من ھفوات الجاھلین۔ رہا بیان ان آیات کا جن کو اُنھوں نے دلائلِ قطعیہ باعثہ علی التاویل ٹھہرایا ہے۔ سو بیان ان کا اسی عجالہ میں اپنے اپنے مقام پر لکھا جائے گا۔ اِس جگہ صرف اِتنا ہی بیان کرنا منظور تھا جو ہو چکا۔ یعنی یہ لوگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معنے مراد کو عمداً چھوڑ کر تاویل کرتے ہیں۔ اللہ ان کو راہِ راست پر لائے۔

یاھادی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ط

قادیانی صاحب اِس اِشتہار میں اور کُل تصانیف میں عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزول کو آیۃ (خاتم النبیین) کے منافی لکھتے ہیں۔ اِس کا جواب الزامی طور پر اِس جگہ وُہی فقرہ کافی سمجھا جاتا ہے۔ جس کو اِسی اِشتہار کے صفحہ ۳ سطر ۱۲ پر قادیانی نے اپنے رسول اور نبی ہونے کے لیے لکھا ہے (کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو) میں کہتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں بھی سب اہلِ اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ جدید شرع اپنے ساتھ نہ لائیں گے۔ بلکہ شرعِ محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق حکم کریں گے۔ کما ہو مصرح فی الفتوحات وغیرہا۔ جب کہ قادیانی کا نبی و رسول ہونا خاتم النبیین کے مفہوم میں بباعث نہ لانے شریعت جدیدہ کے فرق نہیں لاتا تو عیسیٰ بن مریم کا نزول ہمارے عقیدہ کے مطابق خاتم النبیین کی مہر کو کس طرح توڑ سکتا ہے۔

سوال

عیسیٰ بن مریم چونکہ مستقل انبیاء اولوالعزم میں سے ہیں۔ تو بر تقدیر نزول کے بشرع محمدی حاکم ہونا اُن کو نبوت سے معزول کرنا

ہے۔ جو سراسر خلاف ہے عقل و نقل کے اور درصورتِ نزول مع النبوۃ کے خاتم النبیین کی مُہر ٹوٹتی ہے بخلاف قادیانی کے نبی و رسُول بننے کے، کیونکہ یہ فنافی الرّسول ہونے کے باعث نبی و رسُول ہونے کا مدّعی ہے۔

جواب

فنافی الرّسول ہونے کی وجہ سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے، نبی و رسُول ہونے کا کوئی مُستحق نہیں۔ چُنانچہ اُوپر لکھا گیا ہے۔ اور عیسٰی بن مریم کے نزول کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نبوت و رسالت کے لیے دو رُخ ہیں۔ یا یُوں کہو بطُون و ظہُور ہے بطُون عبارت ہے اخذ کرنے فیضان سے منجانبِ اللہ، جس کو خُدا کے ہاں مقرّبین میں سے ہونا لازم غیر منفک ہے۔ اور ظہُور عبارت ہے توجہ الی الخلق سے، یعنی تبلیغ شرائع و احکام کی۔ اِس ظہُور میں تو بسبب تغیّر و تبدّل شرائع کے اِنقلاب آسکتا ہے۔ نبی لاحق کی شریعت چُونکہ ناسخ ٹھہری نبی سابق کی شریعت کے لیے، تو نبی سابق کو بھی بر تقدیر موجُود ہونے اس کے نبی لاحق کی شریعت کے زمانہ میں، اپنا شرع چھوڑ کر شرع لاحق کے ساتھ عمل درآمد کرنا ہوگا۔ چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ اگر مُوسٰی زندہ ہوتا تو اس کو بھی بغیر میری شریعت کے عمل درآمد کرنا جائز نہ ہوتا۔ اور اِس عمل درآمد کے تغیّر و تبدّل سے وُہ نبوت کا بطُون جس کو قُربِ الٰہی اور عنداللہ معزّز ہونا لازم ہے ہرگز متغیّر نہیں ہوتا۔ کیا یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے پہلے سیّدنا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کی اِجازت دی اور بعد اس کے جب بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو آپؐ کی نبوت و رسالت میں فرق آگیا یا آپؐ اس قدر و منزلت سے جو آپؐ کو پہلے بارگاہِ خُداوندی میں حاصل تھی معزُول کیے گئے۔ ہرگز نہیں۔

الحاصل بطُونِ نبوت مع لازم اپنے کے جو قرب ہے، کبھی انبیاء و رُسل سے زائل نہیں ہوتا بخلاف ظہُورِ نبوت و تبلیغ شرائع اپنے کے کہ یہ محدُود ہے تا ظہُورِ نبوت نبی لاحق کے۔ اور نبوت و رسالت انبیاء سابقہ کا بطُون گو کہ دائمی ہے مگر چُونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے ان کو ملا ہے لہٰذا خاتم النّبیین کی مُہر کو اگر سارے انبیاء دُنیا میں آپؐ کے بعد آجائیں تو بھی نہیں توڑ سکتے۔ اور یہی مطلب ہے قاضی بیضاوی کا اِس قول سے کہ (مع انہ اٰخر من نُبّیَ) اس تشریح سے ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ نزولِ مسیح کو آیۃ خاتم النّبیین کے منافی سمجھنا اور کُل اُمتِ مرحُومہ کو بلکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کو بھی اِس منافاۃ سے بے خبر خیال کر کے اپنی قرآن دانی پر نازاں ہونا کس حد تک جہالتِ مرکبہ ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تنازعہ اِس مسئلہ میں (کہ نزولِ مسیح مع وصف النبوۃ ہوگا یا بدُوں اس کے) تنازعہ لفظی ہے یعنی جنھوں نے مع وصف النبوّۃ لکھا ہے مُراد اُن کی بطُونِ نبوت کا ہے۔ اور جنھوں نے بدُون النبوّۃ کہا ہے اُنھوں نے ظہُورِ نبوت کا لیا ہے۔ مضمُون ہٰذا میں اگر جناب مولوی صاحب[1] ذرا غور فرماویں تو شمس الہدایت کی عبارت مسطُورہ ذیل پر معترض نہ ہوں گے۔

(مسیح بن مریم بلکہ کُل انبیاء کی نبوت اور رسالت چُونکہ محدُود بحدِ ظہُور نبی پچھلے کے ہوتی ہے۔ شمس الہدایت صفحہ ۸۰ سطر ۲۲)

شمس الہدایت کے اِسی صفحہ ۸۰ کی سطر ۱ میں عبارت ہٰذہٖ "بعد نزول در رنگ آحاد اُمت ہی اُتریں گے" پر جناب موصُوف اِعتراض فرماتے ہیں کہ "(بعد النزول) اور پھر (اُتریں گے) یہ تکرار کیسا؟" جواباً گذارش ہے کہ عبارت مسطُورہ میں (در رنگ آحادِ اُمت) ظرف لغو ہے متعلق بہ (اُتریں گے) پس (اُتریں گے) مقید ٹھہرا بہ نسبت (نزول) کے۔ اور ظاہر ہے کہ مقید بعد المطلق ہی ہُوا کرتا ہے۔ اور بوجہ فرق

---

[1] اِس سے حضرت مؤلف کے بعض معاصرین عُلماء مُراد ہیں جنھیں شمس الہدایہ کی عبارت سمجھنے میں مغالطہ ہُوا۔ ۱۲